میثاقِ مدینہ کے تناظر میں اقوامِ متحدہ کے منشور کا تنقیدی جائزہ

A critical analysis of the Charter of United Nations in the perspective of Meesaq e Madina

مقالہ نگار: **مبشر داؤد**
پی ایچ۔ڈی سکالر، انسٹیٹوٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف پنجاب۔لاہور
mdmughal1@gmail.com
معاون مقالہ نگار: **ڈاکٹر غلام علی خان**
پروفیسر، انسٹیٹوٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف پنجاب۔لاہور
galigull2000@yahoo.com

Abstract

United Nations is an international organization that was established to keep and maintain peace in the world. For this purpose a charter was developed according to which proposed objectives will be achieved. As we look on the objectives there is no doubt that by acting on this charter this world can be changed into paradise. But in actual this organization has failed to achieve its objectives. Contrary to it Prophet Muhammad (ﷺ) did some treaties to different individuals, tribes and nations for the development of peace. In these treaties whatever the conditions were decided, those were fulfilled in its real spirit and the effects of these treaties were that Islam flourished in the entire Arab within a very short time. Islamic state that was established in Medina flourished in a very short time to the entire Arab. After that Khulafa e Rashideen followed the same principles whenever they signed any treaty to any nation and the result of it that such atmosphere of peace was created in the world that was exemplary. It is the need of the hour that United Nations should follow the principles and guidelines, emerge from the treaties of Prophet Muhammad (ﷺ) particularly Mīsāq e Medina to resolve the conflicts found among the different countries of the world since decades.

Keywords: United Nations' charter, world's peace, treaties of Prophet Muhammad (ﷺ), Mīsāq e Medina.

اقوام متحدہ کا منشور (چارٹر)

اقوامِ متحدہ کا منشور (چارٹر) اس ادارے کی بنیادی دستاویز ہے جس کی بنیاد پر اس ادارے کے ڈھانچے اور اس کے خد و خال کو ترتیب دیا گیا۔ 26 جون 1945ء کو سان فرانسسکو میں ہونے والی کانفرنس کے اختتام پر اس کی منظوری کے لئے دستخط کئے گئے اور 24 اکتوبر 1945ء کو اس کا نفاذ عمل میں لایا گیا۔

اقوام متحدہ کا یہ منشور ایک بین الاقوامی معاہدے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس چارٹر کے ذریعے اس ادارے کے کردار اور اختیارات کی تخصیص کی گئی ہے۔ اس چارٹر کے ذریعے یہ وضع کیا گیا ہے کہ یہ ادارہ کن حالات میں کس طرح کی کارروائی کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ گویا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اقوامِ متحدہ کا یہ چارٹر ایک بین الاقوامی قانون کی حیثیت رکھتا ہے اور اقوامِ متحدہ کی رکنیت رکھنے والے ممالک اس چارٹر کے ذریعے تشکیل پانے والے قوانین کی پابندی اور اس کا نفاذ ممکن بنانے کے پابند ہیں۔ یہ چارٹر بین الاقوامی تعلقات میں اہم اصولوں کی تائید کرتا ہے اور اس بات کو ممکن بناتا ہے کہ دنیا میں قیامِ امن کے لئے یہ کس طرح جابر قوتوں کو طاقت کے استعمال سے روکنے کے لئے پابند کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ 1945ء میں اس ادارے کے قیام کے بعد سے لے کر اس کے منشور میں 1963ء، 1965ء اور 1973ء میں تین بار ترامیم کی گئیں۔

اقوام متحدہ کے قیام کے بنیادی مقاصد

i. مستقبل کی نسلوں کو جنگ کی لعنت سے بچانا جس کے سبب دو بار انسانوں کو ناقابلِ تلافی غم پہنچایا ہے۔

ii. بنیادی انسانی حقوق، انسانوں کے وقار اور قدر کی ضمانت، مردوں اور عورتوں کے حقوق میں برابری پیدا کرنا اس کے ساتھ ساتھ چھوٹی قوموں کے حقوق کی فراہمی کو یقینی بنانا۔

iii. ایسے حالات کا قیام ممکن بنایا جائے جن کے تحت معاہدات اور بین الاقوامی قوانین کے ذریعے ذمہ داریوں کی ادائیگی میں انصاف اور احترام کو برقرار رکھنے کے اقدامات کئے جا سکیں۔

iv. سماجی ترقی اور بہتر معیارِ زندگی کو فروغ دینے کے لئے اقدامات کرنا۔

اقوام متحدہ کے چارٹر کا میثاقِ مدینہ کے ساتھ موازنہ

اقوامِ متحدہ کے منشور اور میثاقِ مدینہ کا جب موازنہ کرتے ہوئے تجزیہ کیا جائے گا تو اس کا بنیادی مقصد اس بات کا تعین کرنا ہے کہ آیا اقوامِ متحدہ اپنے منشور میں بیان کردہ نکات کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوا یا نہیں؟ اگر کامیاب ہوا تو کس قدر؟ اس کے ساتھ ساتھ اس بات کو بھی عیاں کرنے کی کاوش کی جائے گی کہ اس منشور کو مرتب کرتے ہوئے کن اصولوں کو مدِ نظر رکھا گیا جب کہ دوسری جانب یہ دیکھنے کی کوشش کی جائے گی کہ جب آپ ﷺ نے مختلف افراد و قبائل، اقوام و ممالک سے معاہدات کئے بالخصوص میثاقِ مدینہ میں کن اصولوں کو مد نظر رکھا گیا۔ یہ تجزیہ اس بات کو بھی عیاں کرے گا کہ دونوں (اقوامِ متحدہ اور

میثاقِ مدینہ) میں سے کون اپنی اصل روح کے مطابق بین الاقوامی امن کے قیام اور اسے برقرار رکھنے میں کامیاب ہو پایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں جو بھی معاہدات کئے ان سب میں ایک ہی بنیادی مقصد ملحوظِ خاطر رکھا گیا کہ سب کو ایک اللہ کی عبادت، جو حقیقی مقصدِ نبوتِ محمدیؐ ہے اُس کی طرف مائل کیا جائے اور اس غرض سے ان تک اسلام کا پیغام پہنچایا جائے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی اپنے ہی مذہب پر قائم رہنا چاہتا ہے تو پھر اسے اسلامی حکومت کی بالا دستی کو قبول کرتے ہوئے چند طے شدہ پابندیوں پر عمل کرنا ہوگا۔ اس پابندی کے نتیجے میں وہ اسلامی حکومت کے ماتحت رہتے ہوئے بھی آزادی اور خود مختاری کے ساتھ آزادانہ زندگی گزار سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں الٰہی تعلیمات بھی ہمیں اسی طرف مائل کرتی ہیں جیسا کہ اللہ ارشاد فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ[1]"اے ایمان والو اپنے وعدوں کو پورا کرو"۔

ذیل میں اقوامِ متحدہ کے منشور (111 آرٹیکلز) میں سے اہم نکات کا میثاقِ مدینہ (52 دفعات) کی روشنی میں تجزیہ کیا گیا ہے۔ اقوامِ متحدہ کا منشور 19 ابواب پر مشتمل ہے جس کے 111 آرٹیکلز ہیں۔ ذیل میں صرف چند اہم آرٹیکلز کا میثاقِ مدینہ کے تناظر میں جائزہ لیا جائے گا۔

اقوامِ متحدہ کا آرٹیکل 1 یہ ظاہر کرتا ہے:

To maintain international peace and security, and to that end: to take effective collective measures for the prevention and removal of threats to the peace, and for the suppression of acts of aggression or other breaches of the peace, and to bring about by peaceful means, and in conformity with the principles of justice and international law, adjustment or settlement of international disputes or situations which might lead to a breach of the peace.[2]

اقوامِ متحدہ کے چارٹر کا یہ آرٹیکل واضح کرتا ہے کہ بین الاقوامی امن و سلامتی کو برقرار رکھنے اور اس امن کو لاحق جو بھی خطرات ہوں گے، اُن کی روک تھام کی جائے گی۔ جارحانہ اقدامات کے سلسلے میں جو بھی کارروائیاں کی جائیں گی یا امن کو برباد کرنے کی جو بھی کارروائیاں ہوں گی، اُن کی روک تھام کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں گے اور ایسے پُرامن ذرائع اختیار کئے جائیں گے جن سے ان اقدامات کا خاتمہ ہو سکے۔ ان کے ساتھ ساتھ دنیا میں جو مختلف بین الاقوامی تنازعات ہیں، اُن کو بین الاقوامی اُصولوں کے مطابق حل کیا جائے گا۔

مندرجہ بالا آرٹیکل کو دیکھا جائے تو اس کے نتیجے میں پوری دنیا میں مکمل طور پر امن و امان کا راج ہونا چاہیے۔ دنیا کو جنت کا نمونہ بنا ہونا چاہیے لیکن ہمیں صورتِ حال اس کے برعکس بالکل مختلف نظر آتی ہے۔ آج بھی دنیا میں مختلف ممالک کے درمیان جھگڑے موجود ہیں اور کئی ایسی کشمکشیں موجود ہیں کہ دہائیاں گزر جانے کے باوجود بھی مسائل حل ہوتے ہوئے نظر نہیں آتے۔ اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ دنیا کے طاقت ور ممالک نے اس ادارے کو اپنے ذاتی مقاصد کے حصول اور اپنے مالی مفاد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تشکیل دیا ہوا ہے۔ جہاں ان کے ذاتی مفاد کے حصول میں کوئی مسئلہ سامنے آتا ہے تو وہ اس ادارے کو استعمال کرتے ہوئے وہاں پر

بزورِ طاقت لشکر کشی کرتے ہیں اور جب تک انہیں اپنے اہداف حاصل نہ ہو جائیں وہ پیچھے نہیں ہٹتے۔

گزشتہ چند دہائیوں میں عراق، کویت، افغانستان وغیرہ کے ممالک میں دیکھا گیا کہ وہاں پر امریکی مفاد پر زد پڑ رہی تھی تو وہاں اقوامِ متحدہ کے ادارے کو استعمال کرتے ہوئے فوج کشی کی گئی۔ نا صرف ایک ملک بلکہ کئی ممالک کے اتحاد پر مشتمل فوج وہاں پر پہنچی اور اپنے فریقِ مخالف کو وہاں پر مجبور کر دیا گیا کہ وہ ان ممالک کی ہاں میں ہاں ملائے۔ اگر اس نے انکار کر دیا تو نا صرف یہ کہ ملک کے نظام کو برباد کر دیا گیا بلکہ وہاں پر برسرِ اقتدار شخص کو اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔ دوسری جانب فلسطین، کشمیر جیسے مسائل جو کئی دہائیوں سے انصاف کے طلب گار ہیں لیکن ان مسائل کو حل کرنے کے لئے اس ادارے کی طرف سے محض قرار دادیں ہی پاس کی گئیں لیکن ان کے حل کے لئے عملی طور پر اس ادارے نے کوئی خاطر خواہ کوشش نہیں کی اور نہ ہی کرنے دی گئی۔

اقوامِ متحدہ کے منشور کے برعکس اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاہدات کو دیکھا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں فریقِ مقابل کے ساتھ جو بھی معاہدہ کیا اور الحاق کے نتیجے میں اس کی حفاظت کی ذمہ داری اٹھائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے معاہدہ کے مطابق اس بات کا حق ادا کر دیا۔ جیسا کہ میثاق مدینہ کی شق 17 تھی۔

وَإِنَّهُ مَنْ تَبِعَنَا مِنْ يَهُودَ فَإِنَّ لَهُ النَّصْرَ وَالْأُسْوَةَ، غَيْرَ مَظْلُومِينَ وَلَا مُتَنَاصَرِينَ عَلَيْهِمْ[3]

اسی طرح مشرکینِ مکہ کے ساتھ صلح حدیبیہ میں نواحی قبائل کے لئے یہ طے پایا تھا:

"ان قبائل میں سے جو قبیلہ اہلِ مکہ کے ساتھ معاہد رہنا چاہے، وہ خود مختار ہے۔ اگر کوئی قبیلہ اسی قبیلے کی مانند محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہے تو وہ بھی ایسا کرنے میں آزاد ہے"۔[4]

اسی معاہدے کے نتیجے میں بنو بکر نے قریشِ مکہ کے ساتھ جب کہ بنو خزاعہ نے مسلمانوں کے ساتھ الحاق کر لیا۔ بعد میں جب بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور بنو خزاعہ نے مسلمانوں سے دادرسی کی درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سلسلے میں قریشِ مکہ سے رابطہ کیا۔ قریشِ مکہ کی طرف سے معاہدے کے برعکس انکار پر انہیں فتح مکہ کی صورت میں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور مکہ اسلامی مرکز کا حصہ بن گیا۔

اقوامِ متحدہ کے ایک ذیلی ادارے **سلامتی کونسل** کی ذمہ داری دنیا میں امن وامان کے قیام کو ممکن بنانا ہے۔ یہ ادارہ خطرہ پیدا کرنے والے ملک پر پابندیاں لگانے اور خطرے کو ختم کرنے کے لئے فوجی اقدامات کرنے کا بھی حکم دیتا ہے۔ اس ادارے کے 15 ارکان ہیں جن میں سے پانچ مستقل ارکان کا درجہ رکھتے ہیں جب کہ دس ارکان بدلتے رہتے ہیں۔ پانچ مستقل ارکان کے پاس "ویٹو" کا اختیار بھی ہے یعنی اگر وہ کسی قرار داد کے خلاف ووٹ دے دیں تو اس قرار داد کو منظور نہیں کیا جا سکتا چاہے معاملہ کتنا ہی سنگین نوعیت کا کیوں نہ ہو۔ چنانچہ دنیا میں کئی ایک ایسے اختلافی مسائل موجود ہیں جو عرصہ دراز سے حل طلب ہیں اور اس کا حل ڈھونڈنے کے لئے جب کبھی کوئی قرار داد سلامتی کونسل میں پیش کی جاتی ہے تو ویٹو کا حق رکھنے والے ممالک میں سے کوئی ملک

ویٹو کا حق استعمال کر کے اس مسئلے کو حل کرنے سے روک دیتا ہے۔ مسئلہ کشمیر اور مسئلہ فلسطین جیسے مسائل اسی ویٹو کے حق کی وجہ سے دہائیوں سے التوا کا شکار ہیں مگر اقوام متحدہ اور اس کے ذیلی اداروں کو اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاہدات بالخصوص میثاقِ مدینہ کے ساتھ جب اس ادارے کی عملی کاوشوں کا موازنہ کیا جاتا ہے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ امن کے قیام کو ممکن بنانے کے لئے عملی اقدامات کئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں کئی ایسے مواقع آئے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طاقت کے بل بوتے پر فریقِ مقابل کو زیر کرتے ہوئے اور اس کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر کے ان کے افراد کو قیدی بنا سکتے تھے۔ اصل میں صرف مال و متاع پر قبضہ کرنا اور لوگوں کو اپنا غلام بنانا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصد تھا ہی نہیں بلکہ اس کے برعکس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصد دنیا سے جنگ و جدل کا خاتمہ کر کے اس دنیا کو امن کا گہوارہ بنانا تھا جس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری زندگی کاوشیں کیں۔

سلامتی کونسل کی سفارش پر کوئی بھی ملک اقوامِ متحدہ کے ادارے کی رکنیت اختیار کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ اس ادارے کے اصول و ضوابط کی پابندی کرنے کا عزم کرے۔ جیسا کہ اس کا آرٹیکل 4 واضح کرتا ہے۔

1. Membership in the United Nations is open to all other peace-loving states which accept the obligations contained in the present Charter and, in the judgment of the Organization, are able and willing to carry out these obligations.
2. The admission of any such state to membership in the United Nations will be affected by a decision of the General Assembly upon the recommendation of the Security Council.[5]

1. اقوامِ متحدہ میں رکنیت باقی تمام امن پسند ریاستوں کے لئے کھلا ہے جو موجودہ چارٹر میں شامل فرائض کو قبول کرتے ہیں اور تنظیم کے فیصلے میں، ان ذمہ داریوں کو نبھانے کے لئے اہل اور راضی ہیں۔
2. اس طرح کی کسی بھی ریاست کا اقوامِ متحدہ میں رکنیت کے لئے داخلہ سلامتی کونسل کی سفارش پر جنرل اسمبلی کے فیصلے سے نافذ ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب میثاقِ مدینہ کا معاہدہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس میثاق میں اتنی گنجائش اور لچک رکھی تھی کہ مستقبل میں جو بھی قبائل اس میثاق کا حصہ بننا چاہیں، اُن کے لئے اجازت موجود تھی جیسا کہ میثاقِ مدینہ کی شق 1 واضح کرتی ہے:

هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَثْرِبَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ، فَلَحِقَ بِهِمْ، وَجَاهَدَ مَعَهُمْ [6]

"یہ ایک حکم نامہ ہے نبی اور اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قریش اور اہلِ یثرب میں سے ایمان اور اسلام لانے والوں اور ان لوگوں کے مابین جو ان کے تابع ہوں اور جو ان کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ان کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیں"۔

اقوامِ متحدہ کے منشور کے مطابق تو ہر رکن ریاست کو برابری کا درجہ حاصل ہے لیکن عملی طور پر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ درحقیقت یہ

ادارہ بڑی اور طاقت ور اقوام کا آلہ کار بن چکا ہے اور اس ادارے کے ذریعے یہ بڑی طاقتیں من مانی کرتی ہیں۔ اس کے تمام رکن ممالک کو یکساں اختیارات اور برابری حاصل نہیں ہے جیسا کہ سلامتی کونسل کے پانچ مستقل ممبران جو کسی بھی قرارداد کو ویٹو کرنے کا حق رکھتے ہیں خاص طور پر غریب افریقی ممالک تو محض نام کی ہی برابری رکھتے ہیں۔ دوسری جانب اگر دیکھا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بھی کبھی کوئی معاہدہ کیا تو اس میں معاہد کو برابری کی سطح پر رکھا اور کہیں پر بھی اس کو اپنا استحصال ہوتا نظر نہ آیا۔ یہ در حقیقت اسی یکساں سلوک کا ہی نتیجہ تھا کہ دوسرے قبائل بھی ان کی دیکھا دیکھی مسلمانوں کے ساتھ الحاق کر کے معاہدہ کرنے کو پسند کرتے تھے۔

میثاقِ مدینہ کی شق 13 اس بات کو عیاں کرتی ہے:

وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ الْمُتَّقِينَ عَلَى مَنْ بَغَى مِنْهُمْ، أَوْ ابْتَغَى دَسِيعَةَ ظُلْمٍ، أَوْ إِثْمٍ، أَوْ عُدْوَانٍ، أَوْ فَسَادٍ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنَّ أَيْدِيَهُمْ عَلَيْهِ جَمِيعًا، وَلَوْ كَانَ وَلَدَ أَحَدِهِمْ [7]

"اور متقی ایمان والوں کے ہاتھ ہر اس شخص کے خلاف اُٹھیں گے جو ان میں سرکشی کرے یا استحصال بالجبر کرنا چاہے یا گناہ یا تعدی کا ارتکاب کرے یا ایمان والوں میں فساد پھیلانا چاہے اور ان کے ہاتھ سب مل کر ایسے شخص کے خلاف اُٹھیں گے خواہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو"۔

گویا کہ میثاقِ مدینہ، معاہدین کو اس بات کا پابند کرتا ہے کہ جو بھی ظلم و تعدی کرے گا تو مومنین اس کے خلاف اجتماعی طور پر اس فعل کو روکنے کی بھرپور سعی کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ ایسا کیا بھی۔ اس کے برعکس اگر اقوام متحدہ کے منشور کو دیکھا جائے تو اس کا پہلا ہی آرٹیکل اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس ادارے کے قیام کا بنیادی مقصد دنیا میں امن و امان کا قیام تھا لیکن یہ ادارہ اپنے اس مقصد کے حصول میں ناکام ہو چکا ہے۔ دنیا کے کئی ممالک کے مابین اختلافات اور جھگڑے موجود ہیں لیکن یہ ادارہ ان اختلافات کو ختم کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ وہی ہے کہ طاقت ور ممالک جہاں اور جس مسئلے کا حل نہ ہونا اپنے مفاد میں سمجھتے ہیں وہ مسئلہ جُوں کا تُوں پڑا رہتا ہے لیکن جس مسئلے سے ان ممالک کے ذاتی مفاد پر ضرب پڑتی ہے، اُس کے حل کے لئے فوری طور پر یہ طاقت ور ممالک اپنی کاوشیں شروع کر دیتے ہیں اور اس مسئلے کے حل کے لئے طاقت کے استعمال سے بھی گریز نہیں کرتے۔

اقوامِ متحدہ کا آرٹیکل 55 دنیا میں امن کے قیام اور دوستانہ تعلقات کو برقرار رکھنے کے لئے جو بھی اقدامات ضروری ہوں، اُن کے لئے اپنے چارٹر میں بنیادیں فراہم کرتا ہے:

With a view to the creation of conditions of stability and well-being which are necessary for peaceful and friendly relations among nations based on respect for the principle of equal rights and self-determination of peoples, the United Nations shall promote:

1. Higher standards of living, full employment, and conditions of economic

and social progress and development;
2. Solutions of international economic, social, health, and related problems; and international cultural and educational cooperation; and
3. Universal respect for, and observance of, human rights and fundamental freedoms for all without distinction as to race, sex, language, or religion.[8]

استحکام اور بہبود کے ایسے حالات کی تشکیل کے پیش نظر جو اقوام عالم میں برابری کے حقوق اور عوام کے حق خود ارادیت کے اصول کے احترام کی بنیاد پر پرامن اور دوستانہ تعلقات کے لئے ضروری ہیں، اقوام متحدہ ان کو فروغ دے گا:

1. اعلی معیارِ زندگی، ہر ایک کے لئے روزگار، اور معاشی و معاشرتی ترقی و بہتری کے حالات۔
2. بین الاقوامی معاشی، معاشرتی، صحت اور اس سے متعلقہ مسائل اور بین الاقوامی ثقافتی اور تعلیمی تعاون؛ اور
3. نسل، جنس، زبان، یا مذہب کا امتیاز کئے بغیر سب کے لئے انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے لئے عالمی سطح پر احترام اور ان کی پابندی۔

اس کے مقابلے میں میثاق مدینہ کی شق 12 انہی حقوق کا تحفظ فراہم کرتی ہے جیسا کہ شق کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں:

وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ لَا يَتْرُكُونَ مُفْرَحًا بَيْنَهُمْ أَنْ يُعْطُوهُ بِالْمَعْرُوفِ فِي فِدَاءٍ أَوْ عَقْلٍ[9]

"اور ایمان والے کسی قرض کے بوجھ سے دبے ہوئے کو مدد دیئے بغیر چھوڑ نہ دیں گے تاکہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو"۔

اقوام متحدہ کا ایک ادارہ بین الاقوامی عدالتِ انصاف ہے۔ یہ عدالت بھی انصاف کرنے کے معاملے میں مشکوک حیثیت رکھتی ہے۔ یہ ادارہ عالمی انصاف کرنے سے قاصر نظر آتا ہے۔ اگر کسی دو ملکوں کے درمیان اختلاف ہو تو اگر کوئی ایک فریق اس مسئلہ کو عالمی عدالتِ انصاف میں لے جاتا ہے تو پہلا مسئلہ یہ درپیش ہوتا ہے کہ یہ عدالت تبھی اس مسئلہ پر ثالثی کے فرائض سرانجام دے سکتی ہے جب دونوں فریق اس عدالت پر اپنے اعتماد کا اظہار کریں۔ اگر کوئی ایک فریق اس عدالت کی حیثیت کو ماننے سے انکار کر دیتا ہے تو گویا یہ عدالت اس معاملے پر فیصلہ ہی نہیں کر سکتی۔

اقوامِ متحدہ کے برعکس میثاق مدینہ کی باقاعدہ ایک شق تھی کہ اختلافات کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فیصل کا درجہ دیا گیا اس شق کو مان لینا اس بات کا اظہار ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی غلط فیصلہ نہیں کریں گے۔ ہر وہ معاملہ جو حل طلب تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے تصفیے کے لئے کہا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا بہترین حل پیش کیا جس پر فریقین نے اعتماد کا اظہار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت پر فریقین کا مکمل اعتماد اور عادل اور منصف ہونے کی گواہی ہے۔ جیسا کہ میثاقِ مدینہ کی ایک شق یہ ظاہر کرتی ہے۔

وَإِنَّهُ مَا كَانَ بَيْنَ أَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ مِنْ حَدَثٍ أَوْ اشْتِجَارٍ يُخَافُ فَسَادُهُ، فَإِنَّ مَرَدَّهُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَإِلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى أَتْقَى مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَأَبَرِّهِ[10]

"اور یہ کہ اس دستور والوں میں جو کوئی قتل یا جھگڑا رونما ہو جس سے فساد کا ڈر ہو تو اُسے اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (جن پر خدا کی توجہ اور سلامتی ہو) رجوع کیا جائے گا اور اللہ اُس شخص کے ساتھ ہے جو اس دستور کے مندرجات کی زیادہ سے زیادہ احتیاط اور زیادہ

سے زیادہ وفاشعاری کے ساتھ تعمیل کرے"۔

یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ جب بھی آپ ﷺ کے سامنے کوئی ایسا مسئلہ پیش آیا جس میں اختلاف کے بہت زیادہ بڑھ جانے کے امکانات تھے تو اس معاملے میں آپ ﷺ نے عین انصاف کے تقاضوں کے مطابق حل کر دیا حتیٰ کہ یہود کے درمیان بھی اگر کوئی اختلافی مسئلہ پیش آجاتا تو آپ ﷺ اسے بھی توریت کے اصول کے مطابق حل کر دیتے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کے مخالفین کو بھی آپ ﷺ کی ثالثی پر کامل یقین تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے فیصلے حکمِ الٰہی کے مطابق وحی پر مبنی ہوتے تھے اور وحی پر مبنی فیصلہ کیسے غلط ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ[11]

"اے نبی! آپ ﷺ لوگوں میں اللہ کی نازل کردہ وحی کے مطابق فیصلہ کریں"۔

اور پھر آپ کے فیصلے کی حیثیت کیا ہے؟ اس کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا[12]

"اے پیغمبرؐ! تمہارے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماد و اپنے دلوں میں اس سے کوئی پریشانی نہ محسوس کریں اور اسے دل و جان سے قبول کر لیں"۔

اگر کوئی شخص مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن آپ ﷺ کے فیصلے کو قبول کرنے سے اعراض کرتا ہے تو درحقیقت ایسا شخص مسلمان ہے ہی نہیں۔ مندرجہ بالا آیتِ قرآنی میں بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہوا ہے۔

اقوامِ متحدہ کا آرٹیکل 62 کی کلاز 2 انسانی حقوق اور ہر انسان کے لئے بنیادی آزادی کے تحفظ کو ممکن بنانے طرف توجہ دلاتا ہے۔ جیسا کہ یہ آرٹیکل یوں وضاحت کرتا ہے:

It may make recommendations for the purpose of promoting respect for, and observance of, human rights and fundamental freedoms for all.[13]

یہ ایسی سفارشات تجویز کرے گا جو سب کے لئے انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کو بہتر بنانے کے لئے معاون ثابت ہو گا۔

اگرچہ یہ بڑی مؤثر حکمتِ عملی ہے کہ تمام دنیا کے انسانوں کو اپنے بنیادی حقوق کا تحفظ مل سکیں اور وہ آزادانہ زندگی گزارنے کے قابل ہو سکیں لیکن یہاں پر بھی ہمیں مقاصد کے برعکس طرزِ عمل ملتا ہے کیونکہ دنیا میں ایسے بے شمار علاقے ہیں جہاں لوگوں کو اپنے بنیادی حقوق بھی میسر نہیں اور نہ ہی وہ تمام تر آزادی سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں۔

دوسری جانب رسول اللہ کا طرزِ عمل ہے کہ ہر فرد کو معاشرے میں مکمل اور یکساں آزادی حاصل ہے۔ جو حقوق کسی معتبر قبیلے کے لوگوں کو حاصل ہیں بعینہ وہ دوسرے قبیلے کو بھی حاصل ہیں۔ جیسا کہ میثاقِ مدینہ کی یہ شق 51 عیاں کرتی ہے۔

وَإِنَّ يَهُودَ الْأَوْسِ، مَوَالِيَهُمْ وَأَنْفُسَهُمْ، عَلَى مِثْلِ مَا لِأَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ. مَعَ الْبِرِّ الْمَحْضِ؟ مِنْ أَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ.

مَعَ الْبِرِّ الْمُحْسِنُ مِنْ أَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ. وَإِنَّ الْبِرَّ دُونَ الْإِثْمِ[14]

"اور (قبیلہ) الاؤس کے یہودیوں کو جو موالی ہوں کہ اصل، وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اس دستور والوں کو اور وہ بھی اس دستور والوں کے ساتھ خالص وفاشعاری کا برتاؤ کریں گے۔ اور وفاشعاری ہو گی نہ کہ عہد شکنی"۔

اسی طرح حقوق میں برابری کے حوالے سے میثاقِ مدینہ کی شق 13 یہ عیاں کرتی ہے:

وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ الْمُتَّقِينَ عَلَى مَنْ بَغَى مِنْهُمْ، أَوْ ابْتَغَى دَسِيعَةَ ظُلْمٍ، أَوْ إِثْمٍ، أَوْ عُدْوَانٍ، أَوْ فَسَادٍ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنَّ أَيْدِيَهُمْ عَلَيْهِ جَمِيعًا، وَلَوْ كَانَ وَلَدَ أَحَدِهِمْ[15]

"اور متقی ایمان والوں کے ہاتھ ہر اس شخص کے خلاف اُٹھیں گے جو ان میں سرکشی کرے یا استحصال بالجبر کرنا چاہے یا گناہ یا تعدی کا ارتکاب کرے یا ایمان والوں میں فساد پھیلانا چاہے اور ان کے ہاتھ سب مل کر ایسے شخص کے خلاف اُٹھیں گے خواہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو"۔

میثاقِ مدینہ کی درج بالا شقیں اس بات کو عیاں کرتی ہیں کہ اس میثاق کے ذریعے ظلم و تعدی کے خاتمے کا بھرپور اعلان کیا گیا۔ یہ بات صرف میثاق کے لکھنے تک ہی نہ رہی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا عملی نمونہ فراہم کیا۔ چنانچہ اس میثاق کی رُو سے مدینہ میں ایک ایسا معاشرہ وجود میں آیا جس کی تاریخِ عالم مثال دینے سے قاصر ہے۔ اس کے برعکس اقوامِ متحدہ طے شدہ منشور ہونے کے باوجود دنیا سے ظلم و تعدی کا خاتمہ کرنے سے قاصر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس منشور پر عمل درآمد ممکن نہیں بنایا جاتا۔

اقوامِ متحدہ کا آرٹیکل 76 اقوامِ متحدہ کے زیرِ کنٹرول علاقوں کے لئے کئی طرح کی خدمات انجام دیتا ہے جیسا کہ آرٹیکل میں درج ہے:

> The basic objectives of the trusteeship system, in accordance with the Purposes of the United Nations laid down in Article 1 of the present Charter, shall be:
>
> a. to further international peace and security;
>
> b. to promote the political, economic, social, and educational advancement of the inhabitants of the trust territories, and their progressive development towards self-government or independence as may be appropriate to the particular circumstances of each territory and its peoples and the freely expressed wishes of the peoples concerned, and as may be provided by the terms of each trusteeship agreement;
>
> c. to encourage respect for human rights and for fundamental freedoms for all without distinction as to race, sex, language, or religion, and to encourage recognition of the interdependence of the peoples of the world; and d. to ensure equal treatment in social, economic, and commercial matters for all Members of the United Nations and their nationals, and also equal treatment for the latter in the administration of justice, without prejudice to the attainment of the foregoing objectives and subject to the provisions of Article 80.[16]

موجودہ چارٹر کے آرٹیکل 1 کے تحت اقوام متحدہ کے مقاصد کے مطابق، امانت کے نظام کے بنیادی مقاصد یہ ہوں گے:

بین الاقوامی امن وسلامتی کو مزید آگے بڑھانا۔

ٹرسٹ علاقوں کے باشندوں کی سیاسی، معاشی، معاشرتی، اور تعلیمی ترقی کو فروغ دینا، اور ان کی ذاتی حکومت یا آزادی کی طرف ترقی جو کہ ہر علاقے اور اس کے عوام کے آزاد حالات اور آزادانہ خواہشات کے مناسب اور لوگوں سے وابستہ ہو اور جیسا کہ ہر ٹرسٹی معاہدے کی شرائط فراہم کی جاسکتی ہیں۔

نسل، جنس، زبان، یا مذہب کے بغیر کسی امتیاز کے انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے لئے احترام کی ترغیب دینا اور دنیا کے لوگوں کے باہمی انحصار کو تسلیم کرنے کی ترغیب دینا۔ اور

اقوام متحدہ کے تمام ممبران اور ان کے شہریوں کے لئے معاشرتی، معاشی اور تجارتی امور میں مساوی سلوک کو یقینی بنانا اور انصاف کے انتظام میں مقاصد کے حصول کے لئے تعصب کے بغیر آرٹیکل 80 کے مطابق برابر سلوک کو یقینی بنانا۔

اب اگر دیکھا جائے تو بنیادی طور پر وہ علاقے جو کہ اقوام متحدہ کے زیرِ کنٹرول ہیں، ان میں اقوامِ متحدہ کی طرف سے امن وامان کے قیام کے لئے باقاعدہ کثیر ملکی فوج بھی متعین کی جاتی ہے جو کہ ان علاقوں میں امن وامان کو ممکن بناتی ہے۔ لیکن دوسری طرف دیکھا جائے تو وہ علاقے جو کشمکش کا شکار ہیں اور جہاں پر غاصب اقوام ظلم وبربریت کا بازار کئی دہائیوں سے گرم کئے ہوئے ہیں، وہاں پر اقوامِ متحدہ کوئی فعال کردار ادا کرنے سے قاصر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طاقت ور ممالک کا وہاں کوئی ذاتی مفاد وابستہ نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس اس ملک سے مفاد وابستہ ہیں جو وہاں پر ظلم وبربریت کا بازار گرم کئے ہوئے ہے۔ ایسے مسائل کے حل کے لئے اس ادارے کو استعمال کرنے کی بجائے محض رسمی کارروائی کے طور پر بیانات دے دیئے جاتے ہیں لیکن عملی طور پر کوئی بھی کاوش کرنے میں یہ ادارہ مکمل طور پر آج تک ناکام ہے اور اگر ایسی ہی صورتِ حال رہی تو آئندہ بھی وہاں پر حالات میں کوئی بہتری نظر نہیں آتی۔ مثلاً کشمیر کے مسئلہ کو ہی لے لیجیے۔ 1948 میں اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کے ذریعے علاقے میں جنگ بندی تو کرا دی گئی اور باقاعدہ قرارداد منظور کی گئی کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ یہاں کے باشندے اپنے استصواب رائے کے ذریعے کریں گے لیکن آج تک بھارت نے یہاں استصواب رائے نہ کرایا ہے اور نہ ہی مستقبل میں کرائے جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا اگر یہ کہا جائے کہ یہ ادارہ محض چند جابر طاقتوں کے ہاتھوں میں آلہ کار بنا ہوا ہے جو اسے دنیا میں اپنی من مانی پالیسیوں کے انعقاد کے لئے استعمال کرتے ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔

جب کہ دوسری طرف دیکھا جائے تو آپ ﷺ نے جب بھی کسی قوم یا قبیلے سے کسی طرح کا کوئی معاہدہ کیا تو جو معاہدے میں شرائط لکھی گئی تھیں، اُن کے انعقاد میں آپ ﷺ نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ وہ بنو خزاعہ کو بنو بکر سے قصاص دلانے کے لئے قریش کو مجبور کرنے کا معاملہ ہو یا کہیں بھی اور جہاں مخالف قوتوں نے ظلم روا رکھا ہو تو آپ ﷺ نے امن کے قیام کے لئے بھر

پور سعی کی اور اس میں کامیاب بھی ہوئے۔

اقوامِ متحدہ کے منشور کا آرٹیکل 94 یہ واضح کرتا ہے:

1. Each Member of the United Nations undertakes to comply with the decision of the International Court of Justice in any case to which it is a party.
2. If any party to a case fails to perform the obligations incumbent upon it under a judgment rendered by the Court, the other party may have recourse to the Security Council, which may, if it deems necessary, make recommendations or decide upon measures to be taken to give effect to the judgment.[17]

1۔ اقوام متحدہ کا ہر ممبر بین الاقوامی عدالت انصاف کے فیصلے کی تعمیل کرنے کا عہد کرتا ہے جس میں بھی وہ فریق ہے۔

2۔ اگر کسی معاملے میں کوئی فریق عدالت کے ذریعہ پیش کردہ فیصلے کے تحت اس پر عائد فرائض کی انجام دہی میں ناکام ہو جاتا ہے تو دوسرا فریق سیکیورٹی کونسل سے رجوع کر سکتا ہے، جو فیصلے کو مؤثر بنانے کے لئے اگر ضروری سمجھے تو سفارشات دے سکتی ہے یا اقدامات کرنے کا فیصلہ کر سکتی ہے۔

سب سے پہلے تو یہ کہ جب بھی کوئی اختلافی مسئلہ نظر آتا ہے اور اقوامِ متحدہ کا کوئی رکن ملک اپنے اس مسئلے کو عالمی عدالتِ انصاف میں لے جاتا ہے تو دوسرا فریق اگر چاہے تو عالمی عدالت کے دائرہ اختیار کو قبول کر سکتا ہے لیکن اگر وہ عالمی عدالت کے دائرہ اختیار کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے تو عالمی عدالت اس معاملے میں مداخلت نہیں کر سکتی اور نہ ہی اس معاملے میں کوئی فیصلہ جاری کر سکتی ہے۔ دوسری طرف یہ بھی معاملہ درپیش ہے کہ جب بھی کوئی ایسا معاملہ سامنے آتا ہے جس میں دنیا میں موجود طاقت ور ممالک کے مفاد پر زد پڑتی ہے تو یہ ممالک سلامتی کونسل کے ذریعے اثر و رسوخ کو استعمال کرتے ہوئے فریق ممالک کو پابند کرتے ہوئے مجبور کر دیتے ہیں کہ ان کے خلاف عالمی عدالتِ انصاف کوئی فیصلہ دے سکے۔ مختلف ممالک کے درمیان بہت سے ایسے اختلافات ہیں کہ جن میں عالمی عدالتِ انصاف اگر مداخلت کرے تو وہ تمام مسائل جو دنیا میں موجود ہیں اور جن کا حل لازم ہے، وہ حل ہو سکتے ہیں اور عالمی امن و سکون کی فراہمی، جو اس عالمی ادارے کا بنیادی مقصد ہے اور جس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ ادارہ تشکیل دیا گیا تھا، ممکن ہو سکتا ہے۔ گو یا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اقوامِ متحدہ کا منشور اور قوانین کا عملی نفاذ کوئی نہیں ہے۔ ان کے پسِ پشت کوئی ایسی قوت نہیں ہے جو ان کو مکمل طور پر بغیر کسی تفریق کے نافذ کر سکے اور اس کے عدم نفاذ کی صورت میں بازپرس کرنے کا اختیار رکھتی ہو۔

اقوامِ متحدہ کا آرٹیکل 100 اس ادارے کے عملہ کو اپنے فرائض کی تکمیل کے سلسلے میں غیر جانب دار رہنے کا پابند کرتا ہے۔ جیسا کہ آرٹیکل یوں واضح کرتا ہے:

1. In the performance of their duties the Secretary-General and the staff shall not seek or receive instructions from any government or from any other authority external to the Organization. They shall refrain from any action which might reflect on their position as international officials responsible only to the

Organization.

2. Each Member of the United Nations undertakes to respect the exclusively international character of the responsibilities of the Secretary-General and the staff and not to seek to influence them in the discharge of their responsibilities.[18]

1. اپنے فرائض کی انجام دہی میں سیکریٹری جنرل اور عملہ کسی حکومت سے یا تنظیم سے بیرونی کسی اور اتھارٹی سے ہدایات حاصل نہیں کرے گا۔ وہ کسی بھی ایسی کارروائی سے باز رہیں گے جو ان کے مؤقف کی عکاسی کرنے والے بین الاقوامی عہدیداروں کی حیثیت سے صرف تنظیم کے ذمہ دار ہوں۔
2. اقوام متحدہ کا ہر ممبر سیکریٹری جنرل اور عملہ کی ذمہ داریوں کے خصوصی طور پر بین الاقوامی کردار کا احترام کرنے اور اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے میں ان پر اثرانداز ہونے کی کوشش نہ کرنے کا عہد کرتا ہے۔

اقوامِ متحدہ کا یہ آرٹیکل اس کے عملے کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں کسی طرح کی بیرونی مداخلت یا کسی بھی حکومت یا تنظیم سے ہدایات نہیں لیں گے۔ لیکن یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ عام طور پر سیکرٹری جنرل اور دوسرے منتظمین غیر جانب دار نہیں رہ پاتے بلکہ اپنے فرائض کو انجام دیتے ہوئے وہ طاقت ور ممالک جیسے امریکہ، برطانیہ اور فرانس جیسے ممالک کے سربراہوں کی مرضی کے بغیر کچھ بھی کام نہیں کر پاتے۔ عام طور پر جہاں فوری اجلاس یا قرارداد کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ پیدا شدہ خطرے کو ابتدا میں ہی روکا جا سکے لیکن یہاں پر بھی مفاد پرست ممالک اپنے حلیف ملک کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے اعتراضات اٹھاتے ہیں اور عام طور پر قرارداد کے متن پر اعتراض کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً 2021ء میں جب فلسطین سے حماس اور اسرائیل کے درمیان جنگ جاری تھی تو اس صورت حال میں سلامتی کونسل میں مختلف ممالک کی طرف سے جنگ بندی کے لئے قرارداد پیش کرنے کی کوشش کی گئی لیکن یہاں پر بھی امریکہ نے اسرائیل کو مدد پہنچانے اور حماس کو شدید نقصان پہنچانے کے لئے اسرائیل کو وقت دینے کی خاطر قرارداد کے متن پر اعتراضات اٹھائے تاکہ جنگ بندی میں تاخیر ہو سکے۔

دوسری طرف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال دیکھی جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ معاہدے میں جو شرائط طے پائیں، ان کی ہر ممکن بجاآوری ہوئی۔ صلح حدیبیہ کی ایک شرط یہ تھی کہ مکہ سے جو بھی فرد مسلمان ہو کر مدینہ آئے گا تو مسلمان اسے مکہ والوں کو لوٹانے کے پابند ہوں گے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ابو بصیرؓ ایک صحابی مکہ سے مدینہ آ گئے تو قریشِ مکہ نے انہیں لوٹانے کے لئے مدینہ میں دو افراد بھیجے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے معاہدے کی پاسداری کرتے ہوئے ابو بصیرؓ کو لوٹا دیا۔ حالانکہ مسلمانوں کے لئے یہ انتہائی تکلیف دہ وقت تھا کہ ایک مسلمان جو کفارِ مکہ کے ظلم و ستم سے جان بچا کر راستے کی سختیاں برداشت کرتے ہوئے دارالامن مدینہ پہنچ پایا تھا، اُس کو کیوں واپس ظلم و ستم برداشت کرنے کے لئے لوٹا دیا جائے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر بھی معاہدے کی پاسداری کرتے ہوئے ابو بصیرؓ کو کفارِ مکہ کے ساتھ روانہ کر دیا۔

حواشی وحوالہ جات (References)

[1] ۔ سورۃ المائدہ1:5

Sūrah Al Māʾdah, 1:5.

[2]- Jacques Fomerand, The A to Z of the United Nations, The Scarecrow Press, Inc. Toronto, 2009 article 1, page 408

[3] ۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، الوثائق السیاسیۃ، دار النفائس، بیروت، 1985ء، معاہدہ حدیبیہ، ش17، ص 60۔

Muhammad Ḥamīdullāh, Al-Wathā’iq Al Siyāsiya, (Beirut: Dār Al-Nafā’is, 1985, Muʿāhida Ḥudaibiyah, shiq:7, s:60

[4] ۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، الوثائق السیاسیۃ، شق7، ص80

Muhammad Ḥamīdullāh, Al-Wathā’iq Al Siyāsiya, shiq:7, s:80

[5]- The A to Z of the United Nations, article 4, pg. 409.

[6] ۔ الوثائق السیاسیۃ، میثاقِ مدینہ، شق1، ص59

Muhammad Ḥamīdullāh, Al-Wathā’iq Al Siyāsiya, shiq:1, s:59

[7] ۔ الوثائق السیاسیۃ، میثاقِ مدینہ، شق13، ص60

Muhammad Ḥamīdullāh, Al-Wathā’iq Al Siyāsiya, shiq:13, s:60

[8] - The A to Z of the United Nations, article 55, pg. 424.

[9] ۔ الوثائق السیاسیۃ، میثاقِ مدینہ، شق12

Muhammad Ḥamīdullāh, Al-Wathā’iq Al Siyāsiya, shiq:12, s:60

[10] ۔ الوثائق السیاسیۃ، میثاقِ مدینہ، شق46, ص62

Muhammad Ḥamīdullāh, Al-Wathā’iq Al Siyāsiya, shiq:46, S:62

[11] ۔ سورۃ المائدہ49:5

Sūrah Al Māʾdah, 49:5

[12] ۔ سورۃ النساء65:4

Sūrah Al Nsa 65:4

[13] - The A to Z of the United Nations, article 62, pg. 426.

[14] ۔ الوثائق السیاسیۃ، میثاقِ مدینہ، شق51

Muhammad Ḥamīdullāh, Al-Wathā’iq Al Siyāsiya, shiq:51, S:62

[15] ۔ الوثائق السیاسیۃ، میثاقِ مدینہ، شق13

Muhammad Ḥamīdullāh, Al-Wathā’iq Al Siyāsiya, shiq:13, S:60

[16]- The A to Z of the United Nations, article 76, pg. 429.

[17]- The A to Z of the United Nations, article 94, pg. 434.

[18] - The A to Z of the United Nations, article100, pg. 409.